

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ



جولائی 2008ء



بائیں سے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

گستاخ رسول
واجب التحمل ہے

نبی اکرم
بطور
مبلغ اعظم



مقامہ تعلیم

امام احمد رضا خان رحمہ کی نظر میں



نظام مصطفیٰ سے فطرت کی سزا





بیت اللہ اسلامی لندن

عقدہ اہلسنتین شیعہ الحدیث مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی



جلد نمبر 8 جنوری 2008ء ہجری 1429ء شمارہ نمبر 1

حافظ محمد عرفان سیدی
حافظ محمد ضیاء الحق ہزاروی
مفتی سید ہزاروی

حضرت مولانا عبدالرشید منوی
حضرت مولانا عبدالرشید نور منوی
حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
حضرت علامہ ضیاء الرحمن صابری
حضرت علامہ محمد حسین چشتی

حضرت سید عطاء اللہ شاہ
حضرت مولانا محمد ضیاء
جناب صاحبزادہ عبدالرشید
مفتی عبدالکیم بی بی ایڈ
حضرت مولانا رشید الرحمن
مفتی محمد نور العالی
قاری محمد منظور ہزاروی
مولانا قدرت اللہ قادری
سید علی حسین شاہ
لیاقت علی شہیدی
مفتی عبدالرحیم چشتی

محمد بشارت صدیق ہزاروی

محمد مظہر ہزاروی صاحبزادہ عتیق الرحمن
سید الرحمن ہزاروی محمد عبدالرشید قریشی

قیمت 12 روپے
U.S.A 150 روپے
20 \$
U.K 50 روپے
10 £

Phone 0997 550115
بیت اللہ اسلامی لندن

فائل نمبر: اینڈ کمپوزنگ: محمد بشارت صدیق ہزاروی 03004617950

آئینہ سحر

صفحہ نمبر	تحریر	عنوان
3	حفیظ تائب رحمہ اللہ	حمد باری تعالیٰ
4	حافظ لدھیانوی	نعت رسول مقبول
5	حفیظ تائب رحمہ اللہ	منقبت
6	مدیر اعلیٰ کے قلم سے	اداریہ
9	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ	ضیائے قرآن
12	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	ضیائے حدیث
17	مفتی محمد عبداللطیف قادری	جانشین مصطفیٰ.....
23	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
27	ادارہ	فضائل سیدنا صدیق اکبر
28	سلیم اللہ چندران	مقاصد تعلیم.....
41	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	کراچی میں فیضانِ مدینہ
45	حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ	نور کا ساگر



حمد باری تعالیٰ

حفیظ تائب رحمہ اللہ

جو اہم ذات ہویدا ہوا سر قرطاس
ہوا خیال منور مہک گیا احسان
اس کے فکر میں گم سم ہے کائنات کا وجود
اسی کے ذکر کی صورت ہے نغمہ انفاس
اس کے اذن سے ہے کاروان زیست رواں
اسی کے نعم پہ غیب و شہود کی ہے اساس
اگر ہیں نعمتیں اس کی شمار سے باہر
تو حکمتیں بھی ہیں اس کی ورائے عقل و قیاس
ہے ارتباط عناصر اسی کی قدرت سے
اسی کے لطف سے قائم ہے اعتدال حواس
بوھائی اس نے زن و آدمی کی یوں توقیر
انہیں بنایا گیا ایک دوسرے کا لباس
کیا یہ خاص کرم اس نے نوع انسان پر
بنا دیا جو حبیب ﷺ اپنا نمکسار اناس
عجیب ذکر الہی میں اثر تائب
مٹائے زیست کی تلخی بجھائے روح کی پیاس



نعت رسول مقبول ﷺ

حافظ لدھیانوی

تمام حسن رخ سید الانام کا ہے
جو رنگ و نور مدینے کی صبح و شام کا ہے
ہے میری نعت حضور آپ ہی کا لطف و کرم
تمام فیض حضور آپ ہی کا نام ہے
مدینہ آپ کے نقش قدم کی برکت سے
عجب شان کا عظمت احترام کا ہے
کبھی تو لائے باد صبا اذن حاضری کی نوید
کہ منتظر دل بے تاب اس پیام کا ہے
نظر نے جس وقت دیکھا تھا گنبد حضراء
وہ ایک نل ہی تو کیفیت مدام کا ہے
رکاب تھامے شہنشاہ ساتھ چلتے ہیں
وہ مرتبہ وہ مقام آپ کے غلام کا ہے
بس ایک آپ کا دربار ہے پناہ جہاں
بس ایک آپ کا دربار خاص و عام کا ہے
کھلا یہ راز حضوری کے وقت اے حافظ
کہ میرا اشک ندامت بڑے ہی کام کا ہے

خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حفظ تائب

صدیق وہ نگاہ پیمبر کا انتخاب
جس کو نصیب شاہ حضور ہے تا ابد
اس کا وجود ملت بیضا کا اعتبار
قول اس کا معتبر تو عمل اس کا مستند
تھے مال و جان ثار رسالت مآب پر
طاعت کی مثل ہے نہ سعادت کی کوئی حد
طوطی اتباع رسول کریم تھا
منظور کوئی شے تھی تو خوشنودی صد
شیر خدا نے اس کو کہا اشجع الناس
کیا اس سے بڑھ کر اس کی شجاعت کی ہو سند
پائی نہ اس نے آپ کے اخلاص کی مثال
چشم فلک نے دیکھے ہیں کتنے ہی جزر و مد
ترویج دین پاک میں سبقت وہ لے گیا
کیجا تھے اس میں نور یقین جوہر خرد
حکمت سے ارتداد کا فتنہ کیا فرو
ہر کذب اس کے نور یقین سے ہے مسزود
ملت پھر اضطراب مسلسل میں ہے امیر
یارب! بحق حضرت صدیق المدد

مسلم لیگ..... نظام مصطفیٰ سے غداری کی سزا

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

تحریک پاکستان کا مقصد ایک ایسے خطہ ارضی کا حصول تھا جس میں اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرنے کی آزادی حاصل ہو چنانچہ تحریک پاکستان کے دوران ”پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ“ کا نعرہ اسی مشن کی نشاندہی کرتا تھا۔ اور اہل سنت و جماعت (بریلوی مکتبہ فکر) نے اسی عظیم مقصد کی خاطر مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور بھرپور جدوجہد کی جس کے نتیجے میں وطن عزیز پاکستان کا حصول ممکن ہوا جب کہ دیگر مکاتب فکر (دیوبندی، دہلوی وغیرہ) کا مگر سیوں کے ہمنوا تھے اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگا کر دو قومی نظریہ کی نفی کر رہے تھے۔

الحمد للہ! ان لوگوں کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی اور پاکستان بن گیا جس میں کسی پابندی اور رکاوٹ کے بغیر اسلامی نظام (نظام مصطفیٰ) نافذ کر کے پاکستان کے مطلب لا الہ الا اللہ کی تکمیل ہو سکتی تھی۔

لیکن مسلم لیگ نے اپنے قائد محمد علی جناح کے پردہ کر جانے کے بعد اس نعرے اور وعدے سے غداری کی اور اقتدار اور دولت کی ہوس کا شکار ہو گئے چنانچہ ہر آنے والے حکمران نے اپنی مرضی کی مسلم لیگ بنائی اور یوں اس جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

پھر مسلم لیگ کے ایک دھڑے نے جنرل مشرف کی روشن خیالی (یعنی دین دشمنی اور بے حیائی) کے کلچر کو پروان چڑھایا حتیٰ کہ ملت اسلامیہ کی نظروں میں یہ لوگ اس حد تک گر گئے اور ذلت و رسوائی کا شکار ہوئے کہ فردری 2008ء کے انتخابات میں شکست فاش سے دوچار ہوئے۔

دوسری جانب اسی انتشار اور دین سے غداری کے نتیجے میں مسلم لیگ کا دوسرا اہم قیام جماعت سے اتحاد پر مجبور ہو گیا اور پاکستانی قوم نے ان لوگوں کے ماضی کو بھولنے میں بھی امریکی ایجنٹوں اور مغرب کے نمائندوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان لوگوں کو الیکشن میں کامیابی سے ہمکنار کیا تاکہ ایک ایسے شخص سے جان چھوٹ سکے۔ امریکی ایجنڈے پر کام کر رہا ہے۔

لیکن اندرون خانہ جو کچھ پوری پک رہی تھی وہ جلد ہی طشت از بام ہو گئی اور بیپلز پاکستان کے مطالبات کے مطابق جنرل مشرف کے ایجنڈے کی ممد و معاون ہو گئی۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں غیر فطری اتحاد بالآخر ٹوٹنا ٹھوٹ گیا۔

اب ان حالات میں مسلم لیگ کے تمام دھڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظام مصطفیٰ علیہ السلام کے نفاذ کے سلسلے میں اپنی کوتاہی پر اپنے رب کے حضور تائب ہوں۔ دین عزیز میں اس عادلانہ نظام کے نفاذ کے ایک نکتہ پر مبنی ایجنڈے پر متفق ہو کر اتحاد کی راہ میں اور مسلم لیگ کو متحد کریں جب وہ تحریک پاکستان کا منظر پیش کریں گے تو اہل اسلام قدم قدم پر اپنے ساتھ پائیں گے۔

حضرت مسعود ملت رحمہ اللہ کی وفات کا حادثہ جائگاہ

گذشتہ چند سالوں سے اہل سنت و جماعت روحانی، علمی اور سیاسی سطح پر عظیم خدمات انجام دیتے رہے ساریہ عاطفت سے محرومی کا شکار ہو رہے ہیں اور یوں سواد اعظم کا علمی، تحقیقی اور سیاسی میدان خالی ہوتا جا رہا ہے۔

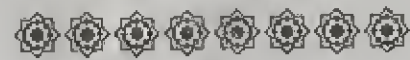
اسی سلسلے کی ایک کڑی مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری رحمہ اللہ سال ہے۔

آپ کے وصال نے اہل سنت کو ہلا کر رکھ دیا جہاں آپ ایک جلیل القدر دینی دانشور تھے وہاں علمی دنیا میں آپ نمایاں مقام کے حامل تھے یہی نہیں دو قومی نظریہ کے

تعارف و فروغ اور برصغیر کی عظیم علمی روحانی سیاسی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ کے علمی اور تجدیدی کارناموں کو آپ نے نہایت احسن انداز میں اہل دانش کے سامنے پیش کر کے مخالفین اہل سنت کے اعلیٰ حضرت کے خلاف پروپیگنڈے کی دھجیاں بکھیر دیں اور ماہر رضویات کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اسی طرح دو قومی نظریہ کے خلاف سازشوں کے تار و پود بکھیرنے والے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمات کے حوالے سے آپ کی خدمات بہت نمایاں ہیں بنا بریں آپ کا وصال اہل سنت کے لئے صدمہ جانکاہ سے کم نہیں۔

ادارہ نوید سحر کے ارکان آپ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مسرور احمد مظہری زید مجتہد اور آپ کے دیگر لواحقین و متعلقین کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں اور ان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت ڈاکٹر محمد سعید احمد رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم



انگلوں اور پچھلوں کا علم

بیان کیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص علم کی تلاش میں نکلا اس دور کے نبی کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اسے بلایا اور کہا:

اے نوجوان! میں تمہیں تین عادات اپنانے کی نصیحت کرتا ہوں ان میں انگلوں پچھلوں کا علم ہے۔

(۱) جلوت و خلوت (ظاہر و پوشیدہ) میں اللہ سے ڈرو۔ (۲) اپنی زبان کو مخلوق سے روک لو اور بھلائی کے سوال کا ذکر نہ کرو۔ (۳) کھانا کھانے سے پہلے یہ یقین کر لو کہ وہ حلال کا ہے۔ (ارشاد العباد صفحہ ۸۶)

لیا کے قرآن:

عظمت و شان اولیاء

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ

ی قسط

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون۔ (سورہ یوسف - ۶۲)

ایا اللہ کی ضرورت:

دنیا خصوصاً مسلمان ہر آن اولیاء اللہ کے ایسے حاجت مند ہیں جیسے روزی، پانی،

اس کی روشنی کے ہم۔ اس کے متعلق چند باتیں عرض کرتے ہیں:

(۱) اولیاء اللہ دین حق اور صراط مستقیم کی دلیل ہیں جس دین میں ولی ہو وہ برحق

ومات ولایت سے خالی ہو وہ باطل ہے۔ ہمیشہ ولیوں والا دین اختیار کرو۔ رب

ما ہے و کو نوا مع الصادقین۔ سچوں کے ساتھ رہو۔ اور سورۃ فاتحہ میں صراط

مستقیم کی ملامت یوں بیان فرمائی ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ ان لوگوں کا

صراط ان پر تو نے انعام کیا۔ دیکھ لو مشرکین و کفار میں کوئی ولی نہیں کہ ان کا دین باطل ہے

تو انہوں کے دینوں میں اولیاء اللہ ہوئے۔ آصف بن برخیا۔ اصحاب کہف۔ جناب

محمد۔ جبریل وغیرہم جن کے قصے کرامات قرآن مجید اور حدیث شریف میں مذکور ہیں مگر

ان میں دوسوی عیسوی وغیرہ منسوخ ہو گئے تو ان سے ولایت ختم ہو گئی۔ جب جز سوکھ

تو درخت میں پھل پھول کیسے لگیں گے۔ اسلام میں سوائے مذہب حق اہل سنت کے

کوئی اولیاء اللہ نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی جڑ تو ہری ہے مگر اس کا فیض صرف

ان شاخ اہل سنت میں آ رہا ہے۔ باقی میں فیض نہیں اس کا ولایت کا سبزہ پھل پھول

ان شاخ بنتی ہے باقی خشک شاخیں دوزخ کا ایندھن ہیں ولایت حقانیت اسلام اور

مذہب اہل سنت کی جیتی جاگتی دلیل ہے۔

(۲) اولیاء اللہ اور ان کی کرامات حضور انور ﷺ کا زندہ جاوید معجزہ ہیں ان کے کمالات سے کمالات مصطفوی کا پتہ لگتا ہے کہ جب اس شہنشاہ کونین کے غلاموں میں یہ کمالات ہیں تو حضور انور کے کمالات کا کیا کہنا۔

(۳) حضور انور نے اپنی امت کو دو قسم کے فیض دیے۔ ظاہری، باطنی۔ ظاہری فیوض علماء دین سے امت تک پہنچ رہے ہیں باطنی فیوض اولیاء اللہ کے ذریعہ۔

(۴) جیسے دل کا فیض اعضاء بدن تک رگوں کے ذریعے پہنچتا ہے اگر رگیں کٹ جائیں تو موت واقع ہو جاتی ہے ایسے ہی حضور انور کا فیض ساری امت کو بذریعہ اولیاء اللہ پہنچتا ہے کہ ولایت کے درمیان میں نہ ہو تو امت کی روحانی موت واقع ہو جائے۔

(۵) بجلی کا پاور بننا ہے پاور ہاؤس استعمال ہوتا ہے گھروں و دکانوں کا رخنوں میں مگر پہنچتا ہے درمیان کے کھنوں اور تار کے ذریعہ ایمان بننا ہے مدینہ منورہ کے پاور ہاؤس میں ملتا ہے ہم گناہگاروں کو مگر درمیان میں علماء کے کھبے اولیاء کے تار کے ذریعے حضرات اولیاء فیضان نبوت کے بلب ہیں۔ جو حضور سے چمکتے ہیں اور ہم گناہگاروں کو روشنی دیتے ہیں۔ پھر جس بلب کی جیسی طاقت ویسی اس کی روشنی۔ جیسا بلب کا رنگ ویسی اس کی روشنی۔ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی۔ اسی مرکز کے فیض کے رنگ برنگے مختلف طاقتوں والے بلب ہیں۔

حرم و طیبہ و بغداد و جدھر کیجئے نگاہ

جوت پڑتی ہے تری ہے نور چھٹتا تیرا

جیسے بجلی کا تار کانٹے والا حکومت کا مجرم ہے ایسے ہی اولیاء سے دشمنی کرنے والا حکومت رہا نیہ کا مجرم ہے۔

(۷) زمین کا قرار پہاڑوں سے ہے جنگل میں ہلکے پتہ کا قرار کسی مضبوط آڑ سے ہے در نہ ہوائیں اسے اڑاتی پھریں ایسے ہمارے دلوں کا قرار حضرات اولیاء سے ہے:

دل عبث خوف سے پتہ سا اوڑا جاتا ہے
پتہ ہلکا سہمی بھاری ہے بھروسہ تیرا
(۸) قیامت میں لوگوں کو ان کے امام پیشوا مشائخ کے ذریعہ بلایا جائے گا۔
وہ مدعو کل اناس با مامہم۔ ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔
(۹) دنیا میں جس کا کوئی شیخ نہ ہو اس کا شیخ شیطان ہے اس کی تحقیق ہماری کتاب
ماہبیب الرحمن کے ضمیمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

کرامات اولیاء:

جو عجیب و غریب عقل سے دراکام مدعی نبوت کے حق میں اس کے ہاتھ پر ظاہر
۱۱۰ سے معجزہ کہتے ہیں جو کسی نبی کے شیع کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ کرامت ہے جو کافر و فاسق
ان کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ استدراج کہلاتا ہے۔ جیسے دجال بڑے کرشمے کر کے دکھائے
گا۔ بعض سادھو اور شرابی جواری فقیر انوکھے کام کر دکھاتے ہیں یہ سب استدراج ہیں۔ جیسے
نبی کے معجزے برحق ہیں ان کا انکار کفر ہے اور جس طرح کفار کے استدراج کو برحق ماننا کفر
ہے ایسی ہی اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں ان کا انکار کفر ہے کہ قرآن کا انکار ہے قرآن
کریم فرماتا ہے کہ آصف برخیا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیسی ملک یمن سے فلسطین میں
حضرت سلیمان کے پاس لے آئے۔ حضرت مریم لڑکپن میں بے موسم غیبی پھل کھاتی تھیں
اور کہتی تھیں ہو من عند اللہ۔ اصحاب کہف صد ہا سال سے زندہ ہی سو رہے ہیں ان کے
ساتھ ان کا کتا بھی زندہ ہے۔ یہ تمام حضرات اولیاء بنی اسرائیل ہیں۔ صحابہ کرام کی کرامات
سے احادیث کی کتب پر ہیں۔ اب بھی اولیاء اللہ کی کرامات دیکھی جاتی ہیں۔ ان کا انکار گویا
نہایت سورج کا انکار ہے ہاں جو کرامات بناوٹی مشہور کر دی گئیں ہیں مثلاً غوث پاک کا روحیں
پہننا ناعزرائیل سے وغیرہ وغیرہ ان کو تسلیم کرنا گناہ ہے کیونکہ شریعت کے خلاف ہے
رامت کی پہچان یہ ہے کہ کسی طرح شریعت کے خلاف نہ ہو کسی دوسرے بزرگ کی
کستافی نہ ہو۔ جاری ہے

ضیائے حدیث:

گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی الازہری

عن عكرمة قال حدثنا ابن عباس رضي الله عنه ان اعمى كانت له ام ولد تشتتم النبي صلى الله عليه وسلم وتقع فيه فينهاها فلا تنهي ويزجرها فلا تنزجر قال فلما كانت ذات ليلة جعلت تقع في النبي صلى الله عليه وسلم وتشتمه فاخذ المغول فوضعه في بطنها واتكأ عليها فقتلها فوقع بين رجلها طفل فلطخت ما هناك بالدم فلما أصبح ذكر للنبي صلى الله عليه وسلم فجمع الناس فقال انشد الله رجلا فعل ما فعل لي عليه حق الاقام فقام الاعمى يتخطى الناس وهو يتزلزل حتى قعد بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انا صاحبها كانت تشتكم وتقع فيك فانهاها فلا تنهي وازجرها فلا تنزجر ولي منها ابنان مثل اللئو لنوتين وكانت بي رفيقة فلما كان البارحة جعلت تشتكم وتقع فيك فاخذت المغول فوضعه في بطنها واتكأت عليها حتى قتلها فقال النبي صلى الله عليه وسلم الا شهدوا ان دماها هدر

(سنن أبي داود جلد ۲ ص ۲۵۱ کتاب الحدود باب الحكم في من سب النبي صلى الله عليه وسلم)

حضرت عکرمہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ ایک ناپسند (صحابی) کی ام ولد (لوٹری) تھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی گستاخی کرتی تھی انہوں نے اس کو روکا لیکن وہ باز نہ آئی انہوں نے اس کو جھڑکا وہ

پھر بھی نہ رکی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ایک رات وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے لگی اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس ناپسند صحابی نے برچھی پکڑی اور اس کے پیٹ پر رکھ اس پر چڑھ گئے اور یوں اس کو قتل کر دیا۔ اس عورت کے قدموں میں بچہ گر گیا اور وہاں ہر چیز خون میں لت پت ہو گئی۔ صبح ہوئی تو یہ واقعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ کام کیا ہے میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو چنانچہ وہ ناپسند صحابی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلا گئیں ہوئے اور کانپتے کانپتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا بیٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کام میں نے کیا ہے وہ عورت آپ کی توہین کرتی اور آپ کو گالیاں دیتی تھی میں اس کو روکتا لیکن وہ نہ رکتی میں اس کو جھڑکتا وہ پھر بھی باز نہ آتی اور اس سے میرے دوستوں جیسے (خوبصورت) بیٹے ہیں اور وہ میرے ساتھ بہت موافق اور رفیق تھی۔ گزشتہ رات وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کی شان میں گستاخی کرنے لگی تو میں نے برچھی لے کر اس کے پیٹ پر رکھی اور اس کے اوپر چڑھ گیا حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا: سنو! (اور) گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون مبارک ہے۔

یہ حدیث کئی مسائل پر مشتمل ہے جب کہ اس کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم واجب القتل ہے اس کا خون قیمتی نہیں کہ اس کا قصاص لیا جائے بلکہ اس کا خون بہانا اور اسے قتل کرنا جائز ہے اور اس کے قاتل کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ وہ شخص غیرت ایمانی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و شرف اور عظمت کی لازوال دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب اور ملت اسلامیہ کی آنکھوں کا تارا بن جاتا ہے۔

حدیث شریف میں لفظ ”ام ولد“ استعمال ہوا ہے۔ ام ولد وہ لوٹری ہوتی ہے

جس کے وطن سے اس کے مولیٰ (مالک) کی اولاد پیدا ہو۔ ام ولد اپنے مولیٰ کے مرنے کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔

”شتم“ گالی گلوچ کو کہتے ہیں اور ”تھنغ فیہ“ کا معنی آپ کی ذات کو موضوعِ سخن بنا کر بے ہودہ اور گستاخانہ کلمات کہتی تھی۔

”زجر“ جھڑکنے کو کہتے ہیں جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص جس کو جھڑکا گیا وہ باز آ جائے اس لئے ”یزجرھا“ کا معنی یہ ہے کہ وہ صحابی اس کو جھڑکتے تھے اور ”لا تنزرجھا“ کا معنی یہ ہے کہ وہ اس جھڑک کو قبول نہیں کرتی تھی کیونکہ زجر کا نتیجہ ”انزجار“ رک جانا ہے جس طرح کہتے ہیں ”قطع فاقطع“ اس نے کاناپس وہ چیز کٹ گئی یعنی اس چیز نے کانٹے والے کے عمل کو قبول کیا لیکن اس واقعہ میں اس لوٹڈی نے زجر سے فائدہ حاصل کر کے توبہ نہ کی۔

حدیث شریف میں اس نابینا صحابی کے تین عمل بالترتیب ذکر کئے گئے ہیں پہلے مرحلے میں انہوں نے روکا اور سمجھایا دوسرے مرحلے میں ڈانٹ ڈپٹ کی کہ محض سمجھانا کارگر ثابت نہ ہوا تو خیال آیا کہ شاید ڈانٹ ڈپٹ کی وجہ سے وہ اپنی حرکت سے باز آ جائے اور جب یہ دوسرا طریقہ بھی مؤثر نہ ہوا تو آخری صورت اختیار کی گئی اور وہ اس کا قتل تھا کیونکہ وہ گستاخ رسول تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ راہِ مستقیم سے بھٹکنے والے کو پہلے حکمت عملی اور دانائی کے ساتھ سمجھانا چاہیے مان جائے تو بہتر و نڈر راختی اختیار کی جائے اور اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو قتل کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کیونکہ گستاخ رسول کو اس پاک زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ قتل کی سزا ہر مجرم کے لئے نہیں ہے بلکہ مرتد اور گستاخ کے لیے یہ سزا ہے۔ البتہ شادی شدہ زانی اور قصداً قتل کرنے والے کو بھی قتل کیا جاتا ہے زانی کو سنگسار کرنے کا حکم ہے جب قاتل کو مقتول کے ورثاء مخالف نہ کریں تو حکومت وقت قتل کرے گی کسی دوسرے شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں چاہیے زنا کی سزا رجم ہو یا قتل کا قصاص۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے گستاخان رسول کو بار بار خطوط لکھ کر ان کی کفریہ عبارات پر متنبہ کیا اور اتمامِ حجت کے تمام شرعی اصولوں کو اختیار فرمایا تاکہ یہ لوگ توبہ کر کے عذابِ جہنم سے بچ جائیں اس کے بعد فرمایا ”یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرضِ ہدایت ادا کر چکا ہوں۔ آئندہ کسی غوغائے پراقتفات نہ ہو گا منوادِ بینا میرا کام نہیں۔ اللہ عزوجل کی قدرت ہے۔ (انوارِ رضا ص ۱۵)

یعنی جس طرح اس نابینا صحابی نے پہلے سمجھاتے اور جرم پر متنبہ کرنے کی کوشش کی اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے بھی یہی راہ اختیار کی اور بالآخر اپنا شرعی فرض ادا کیا اور عرب و عجم کے علماء سے شرعی فیصلہ حاصل کیا اور کفریہ عبارات پر فتویٰ صادر فرمایا۔

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اصلاح کی گنجائش باقی رہنی چاہیے اور گم گشتگان راہ کو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کی جائے۔

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم اور واضح ہو جاتی ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتابی قریمی اور محبوب کیوں نہ ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے مقابلے میں تمام محبتیں بیچ ہیں۔

وہ لوٹڈی اس صحابی کے حق میں اچھے سلوک کی مالک تھی ان کے درمیان کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں بلکہ جس طرح انہوں نے فرمایا ”وكانت لي رفيقة“ لفظ رفیقہ یا رفیق کا مادۂ اشتقاق رفیق ہے جس کا معنی نرمی ہے۔ اسی طرح وہ لوٹڈی ان نابینا صحابی کے درخوب صورت بچوں کی ماں بھی تھی گویا ان کے لئے اس کے قتل کی کوئی دوسری وجہ نہ تھی لیکن اس کے قتل کی سب سے بڑی وجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت آپ کی تعظیم احترام کی بنیاد ہے اس لئے انہوں نے اس کے ساتھ اپنے اچھے تعلقات اور خوبصورت بچوں کی ماں ہونے کو بھی نظر انداز کر کے غیرتِ ایمانی اور اپنے کامل مومن ہونے کا ثبوت دیا۔ اس سلسلے میں حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

رحمہ اللہ کا یہ ارشاد گرامی ایمان و ایقان کے درجے و اکریتا ہے فرماتے ہیں:

جس سے اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤں پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو وہ کیسا ہی بزرگ و معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے دودھ کی کھسی کی طرح نکال پھینکو۔ (وصایا شریف)

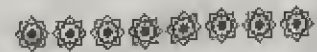
صحابہ کرام کے نقش قدم پر چل کر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گم ہو جانے اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرنے اور کسی رشتہ داری کو خاطر میں نہ لانے کی یہ دولت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو خالق کائنات کی طرف سے ودیعت ہوئی تھی اور آپ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلہ سالار ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام صحابہ کرام کو سب و شتم کرنے اور قرآن مجید یا اسلام کی توہین کے حوالے سے جناب قاضی عیاض ماہکی اندلسی رحمہ اللہ نے اپنی معروف زمانہ تصنیف ”الشفاء“ میں تفصیلی بحث کی ہے جس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ البتہ ایک بات واضح ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے آپ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت و تکلیف پہنچانا حرام قرار دیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کرے اسے قتل کر دیا جائے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة
واعملهم عذابا مهينا. (سورة احزاب آیت ۵۷)

جے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (شفاء شریف)



جانشین مصطفیٰ ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مفتی عبداللطیف قادری

آپ کا نام عبد اللہ کنیت ابو بکر اور صدیق و عقیق القاب ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں لقب قبل از اسلام ہی آپ کی ذاتی صداقت و دیانت کی بناء پر آپ کو دیئے گئے تھے لیکن ان کی شہرت و عظمت اسلام لانے کے بعد ہی حاصل ہوئی کیونکہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دعوے اور ارشاد کی تصدیق ہمیشہ بلا تامل کی۔ حتیٰ کہ جب سرکار مدینہ سرور قلب و مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے معراج کے سفر کا اعلان فرمایا۔ اس کی اطلاع کفار مکہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اگر یہ دعویٰ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اگر وہ اس سے بھی بعید تر کا دعویٰ کریں تو میں اس کی بھی تصدیق کروں گا آپ کو اس بات کا یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی غلط دعویٰ فرما ہی نہیں سکتے۔ اسی پختہ اعتقاد کی بدولت آپ ہمیشہ کے لیے صدیق ہی نہیں بلکہ صدیقین کی جماعت کے سردار ہو گئے۔ خیال رہے کہ صدیق بروزن فعلیل اسم مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت سچ بولنے والا۔

عقیق بھی آپ کا مشہور لقب ہے جو بہ اعتبار متعدد روایات آپ کو قبل اسلام آپ کے حسن و جمال و اخلاق فاضلہ سے متصف صفات حمیدہ عادت ستودہ لغویات و خرافات سے دور بیہودہ پن سے نفور اور عالی نسب کی بناء پر حاصل ہوا تھا۔ لیکن اس کی بھی شہرت اور مقبولیت عامہ اس واقعہ کے بعد ہوئی۔ جس کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ اچانک ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ نبی اکرم نے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو شخص دوزخ سے آزاد کئے ہوئے کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ ابو بکر کو دیکھے۔ لے۔ آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں حضور کی ولادت کے

دو سال چھ ماہ بعد قبیلہ قریشی کے خاندان بنو تمیم میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام عثمان کنیت ابو قحافہ تھی۔ یہ ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے اور ۹۰ برس کی عمر میں زمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے رخصت ہوئے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سلمیٰ اور کنیت ام الخیر تھی۔ وہ قریشی تھیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ سبحان اللہ کیا علوم مرتبت حضرت صدیق اکبر کو نصیب ہوئے باپ صحابی خود صحابی بیٹا صحابی (عبدالرحمن بن ابوبکر) اور والدہ صحابیہ (رضی اللہ عنہم)

حضرت عائشہ صدیقہ سے کسی شخص نے آپ کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا آپ کا رنگ گورا تھا۔ دبلے پتلے تھے۔ رخسار ہلکے پیشانی ابھری ہوئی آنکھیں حلقہ دار تھیں۔ آپ نے بلا تردید اسلام قبول فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق زمانہ اسلام سے یوم وفات تک حضور سید عالم کی معیت میں رہے۔ سفر ہوا یا حضر حضور سے کبھی مفارقت نہیں سوائے غزوات و صلح کے یا ایسے مواقع کہ جہاں حضور کی اجازت سے گئے ہوں۔ آپ تمام مشاہد میں ہمیشہ حضور کے ساتھ حاضر رہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنے مال و جان اولاد و قربانی وطن غرض تن من و دھن سے اطاعت رسول کا ایسا ثبوت دیا جس کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہم جس بھی نیکی کے لئے آگے بڑھے اس میں ابوبکر ہم سے آگے نکل گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا اے ابوبکر بلال حبشی بڑی مشکل میں ہیں سرکار کی بات اور مرضی فوراً سمجھ گئے اسی دن جا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزاد کرادیا۔ وطن کی قربانی کا اندازہ ہجرت سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفاقت کی خوشخبری سنائی تو مال اولاد اور وطن کے چھوٹے کاغذوں ہونے کی بجائے فرط مسرت سے آنکھیں پر نہ ہو گئیں اور دو اونٹنیاں پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ غلام تو پہلے ہی آقا کے فرمان کا منتظر بیٹھا تھا۔

ہجرت کے سفر کے دوران یارِ عار نے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے رفاقت کا حق ادا کر دیا اس ادائیگی حق کے سبب ہی یہ شرف داعیِ انصیب ہوا کہ ثانی اثین اذہما فی الغار الفاظ سے آپ کا تذکرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قرآن میں محفوظ کر لیا گیا۔

کتب احادیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عارف و محافل و ملاقات اور مناقب سے بھری پڑی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس طرح فرمایا کہ آپ میرے عار کے ساتھی ہیں اور نوس پر میرے ساتھی ہیں۔ ام المومنین زوجہ ختم المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہو اس دن سے آپ کا نام عشیق رکھا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کی حدیث کو اس طرح بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا سوائے ابوبکر کے۔ ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں بدلہ قیامت کے دن دے گا مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بنانا خیال رکھتا کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں۔

نیز آپ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اس طرح بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جناب جبرائیل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے بنت کا دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی جناب ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا حتیٰ کہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت سے سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔ اصدق الصادقین سید المستقین امام العارفین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات

گرمی اغیار کی نظر میں کچھ اس طرح ہے۔ مشہور مورخ ایچ جی ویلز اپنی کتاب (ہسٹری آف دی ورلڈ ص ۳۲۶) میں لکھتا ہے۔

ترجمہ: (حضرت) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قلب و ذہن میں شخصی جاہ و شہمت کا خیال تک نہ تھا حالانکہ وہ شاہانہ اختیارات کے مالک تھے اور کسی کے سامنے جواب دہ نہ تھے انہوں نے اپنی ساری طاقت صرف خدمت اسلام اور اس کی ترقی و برتری میں صرف کی۔ تاکہ ملت اسلامیہ کو فائدہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق کی کامیابی کا سب سے بڑا راز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان ہے۔

مسٹر لین پول نے لکھا ہے:

ترجمہ: (حضرت) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فیصلہ کرتے وقت متین اور عادل تھے وہ دل کے نرم اور کریم انفس تھے اور خدمت اسلام کے بے لوث جذبے سے سرشار تھے۔ دو سال تین ماہ دس دن کی خلافت کا زمانہ قوت ایمانی کے اعلیٰ مظہر کا زمانہ ہے۔ اس عہد کے واقعات شہادت دیتے ہیں کہ شان صدیقیت اور قوت ایمانی میں آپ کی شخصیت ممتاز تھی۔ ابتدائی خطبے کے الفاظ تاریخ صدیق میں سنہری الفاظ ہیں۔ آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنا ہوں حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں اگر میں ٹھیک ٹھیک رہوں تو میری مدد کرنا اور بری راہ اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچ امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں جو کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے جب تک اس کا حق میں اسے نہ دلوادوں اور قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق واپس نہ لے لوں۔ کوئی شخص جہاد ترک نہ کرے کیونکہ اللہ جہاد چھوڑنے والوں پر ذلت ڈال دیتا ہے تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب نافرمانی کرنے لگوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ (تاریخ ابن خلدون ج ۱ ص ۲۲۳)

آغاز خلافت میں ہر طرف سے ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی چوبیس قبائل مرتد ہو

لر۔ یہ ان جنگ میں سرگرم عمل ہو گئے۔ مانعین زکوٰۃ فریضہ زکوٰۃ سے انکار کر بیٹھے۔ مدعیان نبوت نے ایک بڑا فتنہ برپا کر دیا تھا وطن عزیز کی سرحدوں پر قیصر و کسری غلامان رسول کی تباہی میں تھے لیکن حضرت ابو بکر نے اپنی خداداد ذہانت قوت ایمانی تدبیر فراست اور شجاعت دلیوری سے ان تمام فتنوں کا مقابلہ اعلیٰ کلمۃ الحق کی سر بلندی کے لئے ڈٹ کر کیا۔ آپ نے فرمایا دین کامل و اکمل ہو چکا ہے میری زندگی میں کوئی بھی غنیمت دین اس میں قطع برید نہیں کر سکے گا۔ واللہ العظیم اگر لوگ ایک عقاب (جس رسی سے اونٹ کے پاؤں باندھتے ہیں) بھی دسینے سے انکار کریں گے جو کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ (ابن خلدون ج ۱ ص ۲۲۶)

ایسے پر فتن وقت میں اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی قوت ایمانی اور خدا داو صلاحیت سے دین کو مضبوط نہ کر دیتے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی بنیادیں متزلزل ہو کر رہ جاتیں آپ جب خلافت کے عہدہ پر متمکن ہوئے تو یہ بات زیر بحث آئی کہ خلیفہ رسول جب امور سلطنت میں اپنے آپ کو مصروف رکھیں گے تو ان کی گزر رہبر کیسے ہوگی؟ چنانچہ اس وقت مختلف آراء سامنے آئیں مگر آپ نے فرمایا میرا مشاہیر میرے ملک کے ایک عام مزدور کے برابر ہوگا چونکہ میری اور اس کی ضروریات یکساں ہیں چنانچہ آپ کا وظیفہ باوجود خلیفہ رسول امیر المؤمنین ہونے کے ایک مزدور کے مساوی تھا آپ نے عدل و انصاف کی ایک ایسی مثال قائم فرمائی جو رہتی دنیا تک باقی رہے گی۔ مسلمان حکمرانوں کو آپ کی سیرت کے ہر پہلو کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔ ایڈورڈ گکین اپنی کتاب میں رقمطراز ہے۔

ترجمہ: (حضرت) ابو بکر خلیفہ ہوئے تو آپ نے اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ نہایت پابندی کے ساتھ حساب لکھیں تاکہ ان کو پتہ چل سکے کہ ملک و ملت کی خدمت کرتے ہوئے ابو بکر کس قدر امیر یا نادار ہوا ہے حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا وظیفہ تین درہم اس قدر غذا اور دیگر ضروریات کو کافی سمجھا جس سے وہ ایک

اونٹ اور وحشی غلام کی پرورش کر سکیں۔ آپ ہر ہفتے جمعہ المبارک کو بہت مستحق اور مفلس مسلمانوں میں اپنی اور بیت المال کی رقم تقسیم فرماتے حضرت ابو بکر صدیق کی وفات پر جب آپ کے جانشین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صرف مونے کپڑے کا ایک جوڑا درٹے میں ملا تو انہوں نے بڑی مسرت کے ساتھ فرمایا ایسی شاندار مثال سے بہتر اور بڑھ کر مثال قائم کرنا ناممکن ہے۔ آپ کی وفات حسرت آیات ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۶۳۳ء کو ہوئی انتقال پر ممال کے دن آپ نے دریافت فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن رحلت فرمائی؟ عرض کیا گیا دو شنبہ کو فرمایا مجھے امید ہے کہ میری موت بھی آج دو شنبہ کو ہی ہوگی چنانچہ ۶۳ برس کی عمر میں اسی روز آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔



میں نہیں جانتا.....!

امام شعی رحمہ اللہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا: (میں نہیں جانتا) انہیں کہا گیا: (پھر تم بادشاہ سے تنخواہ کس بات کی لیتے ہو) انہوں نے کہا: (اس بات کی کہ جو بات مجھے نہ آتی ہو اس کے بارے) (کھلے لفظوں) میں کہہ دوں میں نہیں جانتا) انہیں کہا گیا: (بار بار) (میں نہیں جانتا) کہتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟) انہوں نے کہا: (جب فرشتوں سے ایسی بات پوچھی گئی جس کا انہیں علم نہیں تھا تو انہوں نے) (ہمارے پاس علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا اور تو ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے) کہنے میں شرم محسوس نہیں کی (تو میں کیوں شرم محسوس کروں؟) (ارشاد العباد ص ۱۳۷)

نبی اکرم ﷺ بطور مبلغ اعظم

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

ہر نبی بنیادی طور پر ایک داعی اور مبلغ ہوتا ہے جو نذیر اور بشیر بن کر اپنی قوم کو خواب غفلت سے جھجھوڑتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس لحاظ سے کامیاب ترین مبلغ ثابت ہوئے۔ آپ نے بے مثل انقلاب برپا کیا۔ آپ ایک بے مثال داعی اور مبلغ تھے۔ آپ کی تبلیغ زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) پہلا دور مکی زندگی (۲) دوسرا دور مدنی زندگی

آپ کی ۱۳ سالہ مکی دور میں تبلیغ کے مندرجہ ذیل طریقے اختیار فرمائے گئے۔

انفرادی تبلیغ:

آپ کا غار حرا میں جانا اور اصل کائنات میں غور و فکر تھا یا تزکیہ باطن اور دین ابراہیمی کی اتباع میں عبادات۔ آپ نے تبلیغ کا انفرادی آغاز انفرادی سطح سے فرمایا۔ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجہ اسلام لائیں۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق حضرت علی اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہم۔ تین سال کے عرصے میں تعداد ۱۴۰ افراد تک پہنچ گئی۔

اہل خویش و اقارب کو تبلیغ:

اس کا حکم سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۱۴ میں ہوا تھا۔ ایسی نیک ہستیاں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں جس سے اسلام کو تقویت ملی۔ ان کا ذکر اوپر کر دیا ہے۔

تبلیغ عام:

آپ کو سورۃ حجر کی آیت نمبر ۹۴ کے ذریعے حکم ملا کہ خاص و عام کو تبلیغ کی جائے۔ آپ نے کوہ صفا کے پاس ”یا آل غالب“ کہہ کر اہل قریش سے اپنی عام تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اس دور میں آپ نے بقول امام سہلی (روض الانف) شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران (۱۰ ہجری) تمام تر مصائب کے باوجود تبلیغ کا کام فرمایا۔ حج کے موقع پر مختلف قبائل کے خیموں میں تشریف لے جاتے اور اللہ کے دین کی دعوت دیتے۔ اجتماعی تبلیغ میں آپ عرب کے مشہور میلوں اور منڈیوں میں بھی تبلیغ کی خاطر تشریف لے جاتے۔ مثلاً:

(۱) بحرہ (۲) عکاظ (۳) ذوالحجاز

ابو جہل اور ابو لہب آپ کو طرح طرح سے تنگ کرتے۔ آپ نے اس دور میں دور دراز شہروں کا سفر بھی تبلیغ کی خاطر فرمایا۔ مثلاً طائف تشریف لے گئے اور ابو لہان ہوئے۔ آپ مختلف قبائل کے پاس بھی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے مثلاً

(۱) بنو عامہ (۲) بنو محارب (۳) بنو خزاعہ

(۴) بنو عساک (۵) بنو مرہ (۶) بنو کعب بنی بنو سلیم

بنو کنذہ بنو حارث وغیرہ

لیکن کسی ایک کو بھی قبول حق کی توفیق نہ ملی (بحوالہ طبقات ابن سعد)

ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضور قبائل کو ان کے قیام گاہوں (منازلہم) پر ملتے۔ علاوہ ازیں آپ نے تبلیغ کے لئے سفیروں کو بھی روانہ فرمایا مثلاً حضرت طفیل کو روانہ کیا اور حضرت مصعب کو بھی۔

مدینہ منورہ پہنچنے پر آپ نے تبلیغ کے مندرجہ ذیل طریقے اختیار فرمائے۔

(۱) تبلیغی وفد روانہ فرمائے ایک وفد کو جس میں ۷۰ تربیت یافتہ قاری حضرات تھے ۳۰ میں قبیلہ کلب روانہ فرمایا مگر ۶۹ صحابہ کو یز معونہ کے مقام پر شہید کر دیا گیا۔ اسی طرح صحابہ کی دس افراد کی جماعت کو مقام ریح پر شہید کر دیا گیا۔

(۲) نو سال کے مختصر عرصے میں آپ کو ۷۰ جنگیں لڑنا پڑیں جن میں سے ۲۷ غزوات اور ۴۳ سرایا تھیں۔ اس کے باوجود آپ میدان جنگ میں بھی قبول اسلام کی دعوت دیتے۔ جیسے غزوہ احزاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشرک سردار کو دعوت اسلام دی۔

(۳) علاوہ ازیں جمعہ وعیدین کے علاوہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کا وعظ تبلیغ کی تاریخ میں ایک اہم دستاویز ہے۔ آپ عورتوں کے اجتماعات میں ایک دن مقرر فرما کر تبلیغ فرماتے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوتے۔ آپ نے مختلف ممالک کے حکمرانوں اور اہل اقتدار کو تبلیغی خطوط بھی ارسال فرمائے۔ ایسے خطوط کی تعداد ۲۵۰ سے زائد ہے۔

شاہ نجاشی، خسرو پرویز، ہرقل، امیر یمامہ، امیر بحرین، امیر عمان اور حارث امیر دمشق اور پاپائے روم کو خطوط روانہ فرمائے۔ حضرت اصمہ حبشہ کے پہلے بادشاہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا۔

کفار نے مختلف حربوں کے ذریعے حضور کو تبلیغ کی راہ سے روکنے کی کوشش کی مثلاً سب و شتم، سحر و جھوٹ کہنا (عاز اللہ) مذاق اڑانا جیسے اسود بن عبدالغوث کرتا تھا۔ جسمانی ایذائیں پہنچانا جیسے آپ کے محافظ حضرت حارث بن ابی حالہ کو شہید کر دینا زوجہ ابی لہب کا حضور کی راہ میں کانٹے بکھیرنا نیز دنیاوی منافع کا لالچ دینا بڑے گھرانوں کی خصوصیت عورتوں سے شادی کی پیشکش اہل اسلام پر ظلم و ستم جیسے حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال پر مصائب کے پہاڑ توڑنا ذات نبوی کا تعاقب تذلیل اور تحقیر اور مناشی و معاشرتی بائیکاٹ، بے سرو پا فضول سوالات اور جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ نیز مقترزوں اور شعراء اور

منافقین (جیسے عبد اللہ بن ابی) کے ذریعے دشمنان اسلام کو بھڑکانا۔ پھر بھی حضور مستحکم رہے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا:

بخدا! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی لا کے رکھ دیں تب بھی تبلیغ حق سے نہ رکوں گا۔ (بحوالہ ابن ہشام: سیرۃ النبویہ)

حضور کی تبلیغی خصوصیات:

آپ نے سورۃ النحل (آیت ۱۲۵) کے مطابق تبلیغ فرمائی۔ آپ نے (۱) عقل و حکمت (۲) موعظہ حسنہ (۳) اور محاذِ احسن کے طریقوں سے تبلیغ فرمائی۔ تبلیغ میں موقع و محل، مخاطب کی نفسیات، تدریج، عقلی استدلال، ذہنی انقلاب، قلبی تبدیلی، دسوزی اور عدم اکراہ اور نرم روی کے اصولوں کو سامنے رکھا۔ فتح مکہ کے موقع پر عام معافی تالیفِ قلب کا ذریعہ بنی۔ چند دنوں میں دو ہزار قریش مسلمان ہوئے۔ شفقت و حسن خلق اور عفو و درگزر سے تبلیغ فرمائی۔ طائف کے موقع پر اور غزوہ احد کے موقع پر کسی کو بددعا نہ دی۔

بقول محمد جعفر شاہ پھلواڑی (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ):

یہی وہ تبلیغی کردار کے اعلیٰ نمونہ تھے جنہوں نے آپ کو تبلیغی دنیا کا سب سے کامیاب مبلغ بنایا۔ سر تھا مس آرنڈ نے (دی پریچنگ آف اسلام) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و تبلیغ کو بہت سراہا۔ ڈاکٹر نائیٹس اور دیگر اہل مغرب کا یہ نظریہ غلط ہے کہ حضور نے غزوات سے اسلام پھیلایا۔ بلکہ اسلام تو تبلیغ سے پھیلا۔ ازواجِ مطہرات نے بھی اسلام کی تبلیغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت لے کر خوب خوب کی۔ تمام غزوات و سرایا میں مقتولین کی تعداد دو سے تین ہزار بنتی ہے۔ جبکہ جنگِ عظیم اول و دوم میں مقتولین کی تعداد ۴۰ کروڑ بنتی ہے۔ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔



فضائل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قبول اسلام میں تمام مردوں پر آپ سبقت لی جانے والے ہیں۔

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر ہیں۔

کم و بیش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ میں صحابی کہہ کر قرآن نے آپ کی پکارا ہے۔..... واقعہ معراج کی بابت دو تصدیق کرنے والے۔

..... ختمی مرتبت تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے محافظِ اول۔

..... آپ ہی کو معرکہ بدر میں حضور نے اپنے ساتھ عریش میں ٹھہرایا تھا۔

..... آپ ہی کی جدوجہد سے ماعین زکوٰۃ فریضہ زکوٰۃ پر قائم ہوئے۔

..... آپ ہی کے حکم سے قرآن پاک صحیفہ واحد میں لکھا گیا اور مصحف کے نام سے موسوم ہوا۔

..... آپ ہی کے ذریعے سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیدہ جیسے سات قدیم الاسلام بزرگ کفار کی غلامی سے آزاد ہوئے۔

..... شبِ ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبلِ ثور کی غار میں آپ ہی گھسے تھے۔

..... آپ ہی کو حضور نے فرضیت حج کے بعد پہلے ہی سال امیر الحج مقرر کیا۔

..... بیمار کی میں آپ ہی کو حضور نے اپنی جگہ امام نماز مقرر فرمایا اور آپ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔

..... آپ ہی کو خلیفہ رسول کے لقب سے مخاطب کیا گیا باقی تین خلفائے راشدین صرف امیر المؤمنین کہلائے۔

..... آپ ہی کے انتظام سے اسود غسی مسیلہ کذاب اور طلحہ اسدی نبوت کے جھوٹے مدعیان برباد و غارت ہوئے طلحہ نے بعد میں توبہ کی اور داخل اسلام ہوئے۔

..... صرف آپ ہی خلیفہ بلا فصل ہیں۔

..... آپ ہی کے دورِ خلافت میں عمان اور عراق و شام کے بعض علاقے فتح ہوئے۔

مقاصد تعلیم امام احمد رضا خان کی نظر میں

سلیم اللہ جندران

1947ء سے لے کر 1998ء تک جتنی تعلیمی پالیسیاں اور رپورٹیں پاکستان میں منظر عام پر آئیں ہیں ان سب میں مندرجہ ذیل تعلیمی مقاصد معنوی لحاظ سے تقریباً مشترک ہی رہے ہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری۔

طلبہ میں سچائی، دیانتداری، عدل، ذمہ داری، بے غرض خدمت، آزادی خیر خواہی، فیض رسانی، قومی یکجہتی، قرآن و سنت کے مطابق کردار سازی، اخلاقی و روحانی اقدار اسلامی سانچہ میں ڈھلی ہوئی ثقافتی اقدار، اور معاشرتی انصاف جیسی صفات پیدا کرنا۔ عدم مساوات، جہالت، منافقت، غربت، بیماری، استحصال جیسی برائیوں کے مکمل خاتمے کے لئے قوم کو تیار کرنا۔

نظر یہ پاکستان کی پاسداری، روحانی، ذہنی، اخلاقی، جسمانی جذباتی اور جمالیاتی ذوق کی ترقی کا اہتمام کرنا اسلام سے وابستگی کو طلبہ میں راسخ کرنا۔

دینی کام اور محنت کی عظمت کا احساس پیدا کرنا۔ سائنسی، فنی اور زرعی تعلیم کو عام کرنا۔ محمد سے لحد تک تعلیم مسلسل کوٹھوس بنیادوں پر استوار کرنا۔ بنیادی تعلیم کو سب کے لئے لازمی قرار دینا وغیرہ۔ (۱۹: ۵۸۱-۵۹۰)

دنیا کی ہر مہذب و سوسائٹی اپنے نظریہ حیات کے مطابق تعلیمی ڈھانچہ مرتب کرتی ہے۔ مقاصد کا تعین اسے پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر شوکت حسن شاہ اپنے مضمون ”تحفظ پاکستان اور مقاصد تعلیم“ میں لکھتے ہیں۔

”پاکستان کی اساس اسلام اور محض اسلام ہے جو ہمارے نظام تعلیم کا محور ہونا

ہے۔ اسلامی مقاصد بھی اس کے تابع ہوں گے۔ چنانچہ تعلیمی پالیسیاں مرتب کرتے ہوئے اس امر پر کہ اس حقیقت کو فراموش نہ کیا گیا۔

تعلیمی مقاصد کے تعین میں قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ اقدار ہی سب سے بڑا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ ہمارے نظام تعلیم کی اہم ترین قدر جس کی بنیاد پر ہمیں مقاصد کی تشکیل کرنی ہے وہ رضائے الہی عزوجل کا حصول ہے۔

امام احمد رضا خان بریلوی کی نظر میں مقاصد تعلیم:

استاد کی کامیابی کا بڑا انحصار اس بات پر ہے کہ اسے مقصد علم کا گہرا شعور حاصل ہو۔ اگر اس کے نزدیک حصول علم کا مقصد محض معاش یا شکم پروری ہے تو اس سے شاید ”معیار زندگی“ تو بہتر ہو جائے مگر یہ ”معیار انسانیت“ نہ بڑھ پائے گا۔ مقصد علم اگر رضائے الہی کا حصول ہے تو زندگی میں توازن آئے گا۔ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی نزدیک اہم مقاصد تعلیم مندرجہ ذیل ہیں۔

خدا شناسی اور خدا رسی:

فاضل بریلوی حصول تعلیم کا مقصد خدا شناسی و خدا رسی قرار دیتے ہیں اگر حصول علم کا مدعا غایت صرف یہ ہو کہ اسے حصول زر کا ذریعہ بنالیں تو آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں: فرماتے ہیں:

”رزق علم میں نہیں وہ تو رزق مطلق کے پاس ہے۔ وہ خود بندوں کا کفیل ہے۔“

آپ اس ضمن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا حوالہ دیتے ہیں:

”جو شخص علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو بگاڑ کر رکھ

دے گا اور اسے اس کی ایڑیوں پر واپس لوٹا دے گا اور دوزخ کی آگ اس کے زیادہ لائق

ڈاکٹر مشتاق الرحمن صدیقی لکھتے ہیں:

محض معاش کو مقصد بنانے والا استاد شاید کچھ امتحانی معلومات تو طلبہ تک منتقل کرنے میں کامیاب ہو جائے لیکن ”فیضانِ نظر“ والی بات نظروں سے یقیناً اوجھل ہو جائے گی۔

دینِ متین کی برتری:

امام احمد رضا خان کے نزدیک تعلیم کا اصل اعظم دینِ متین کا حصول اور اس پر عمل ہے فرماتے ہیں۔

”سب سے زیادہ سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دینِ متین تھا جس کی رسی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارجِ عالیہ پر پہنچایا۔ اور اسی کے چھوڑنے نے بچھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا۔

الحاج لعل خان کے نام اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ دنیوی علوم کا حصول اگر اس نیت سے کیا جائے کہ اس سے دین کا مفاد مقصود ہو تو وہی تعلیم دین بن جائے گی۔
چوہدری حمایت علی روزنامہ پاکستان میں امام احمد رضا کے نظریہ تعلیم کے تحت لکھتے ہیں کہ:

آپ کے نزدیک وہ علوم جن کی تعلیم سے دینِ نبی کی خدمت نہ لی جائے وہ یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تعلیم سے منع کیا جائے۔ دین و دنیا میں مفید علوم کو ہی شاملِ نصاب کیا جائے۔

عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصول:

جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیدار کرنے سے عوام الناس کے قلوب و اذہان منور ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں ان کے دلوں میں باہم محبت مودت اور اخوت جنم لیتی ہے

جو ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں حد سے زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے۔

امام احمد رضا خان کا سب سے بڑا وصف یہ تھا کہ آپ نے لوگوں کے دلوں میں جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم زندہ و تاباں کیا۔ آپ کے نزدیک زندگی کے تمام امور خواہ وہ سدا افتاء و درس و تدریس یا مقاماتِ سیاسیات و معاملات و معیشت و معاشرت ہوں یہ جذبہ ہی رہنا چاہیے۔ ڈاکٹر نذیر احمد مغل و اُس چانسلر سندھ یونیورسٹی جام شورو امام احمد رضا کانسفرنس کے نام پیغام میں رقمطراز ہیں:

حضرت امام احمد رضا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر سرشار تھے کہ ان کے رگ و پے سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو آتی تھی ان کی نشست و برخاست محور گفتگو کلام کا رنگ اور فکر و خیال کا مرکز صرف اور صرف ذاتِ نبوی تھی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عاشق خان درانی و اُس چانسلر بہاؤ الدین یونیورسٹی ملتان مجلہ امام احمد رضا میں تحریر فرماتے ہیں:

تحریکِ مرید نے جس قنقل پرستی کو عام کیا امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کی تحریک نے اس کے بالمقابل دلوں کو عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے گر مایا۔ اس جذبے سے سوزِ یقین پیدا کیا کہ عالم اسلام کے لئے اتحاد کی خاطر عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی جذبہ محرک بنایا جاسکتا ہے۔

فاضل بریلوی اسی والہانہ عشق کا فروغ طلبہ کے اندر بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔
ڈاکٹر ظہور احمد اظہر لکھتے ہیں:

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ بھی بلبل شیراز اور شاعر مشرق کی طرح مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا کا مرد قلندر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سعدی اور اقبال کی شاعری میں نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے مگر فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی شاعری نعت ہی سے عبارت ہے۔ ان کی نوک زبان و قلم صرف نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی آشنا ہیں۔

ان کی شاعری عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ حکمت اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

عصمت انبیاء علیہم السلام:

امام احمد رضا خان کے نظریہ تعلیم میں شان الوہیت اور شان رسالت کے بعد عصمت انبیاء علیہم السلام کی تعلیم بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ عبدالستار طاہر لکھتے ہیں کہ آپ نے اپنے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں اس حوالہ سے کہیں بھی لغزش کا ثبوت نہیں دیا ہے۔

عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روشناسی:

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر طعن حرام اور ان کے مشاجرات میں حوض ممنوع۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے ”اذا ذکر اصحابی فامسکوا“۔ جب صحابی کا ذکر ہو تو رک جاؤ۔

پیشہ و رانہ تعلیم:

فرماتے ہیں وہ تاجر تجارت، مزارع، زراعت، اجیر اجارے غرض ہر شخص جس حالت میں اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو فرض عین ہے۔

علوم قدیمہ و جدیدہ برائے تفہیم دین:

”تمام علوم خواہ وہ قدیمہ ہوں یا جدیدہ ان کا مقصد دین کا فہم حاصل کرنا ہے۔

قرآن وحدیث و تفسیر سے دین فہمی کا مفہوم تو ظاہر ہے اسی طرح طبیعیات و انصیات سے پانی اور مٹی کی ماہیت و کیفیت اور احوال معلوم کیے جائیں تاکہ بدن لباس جائے سجدہ کی

مہارت کے مسائل فقہیہ معلوم ہو سکیں۔ علم ریاضی سے فرائض میراث اور پانی کی قلت و کثرت، مال کا استخراج ہو سکے۔ علم توفیق کو نماز روزہ حج وغیرہ کے اوقات متعین کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ علم مناظر و مہربان سے رویت ہلال اور علم کیمیا سے اشیاء کی قلب ماہیت وغیرہ کی پہچان کی جائے۔

تعلیم برائے فلاح مسلمین:

فرماتے ہیں:

علم ہیئت، ہندسہ، زجاج، لوگاریتھمات اور فنون ریاضی میری مشغولیت حصول مہارت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہوا کرتی ہے ہاں بعض دفعہ روزہ اور نماز کے اوقات کی تجدید کے لئے اور مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر نظام الاوقات مرتب کرنے کے لئے فنون مذکورہ کی جانب بالقصد متوجہ ہوتا ہوں۔

مثلاً فلاح مسلمین کے لئے آپ نے علوم ہندسہ کو استعمال کرتے ہوئے ہر علی گڑھ کا قبلہ نکالا تھا اور اس کی سمت کا تعین فرمایا تھا۔

للہمیت:

امام صاحب نے اپنے تمام متوسلین و وابستگان کو یہ نصیحت کر رکھی تھی کہ دست سوال دراز کرنا تو دور کنارا شاعت دین و حمایت سنت میں جلب و منفعت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ ان کی خدمت میں خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔

علمی وقار اور خودداری:

تعلیمی و تدریسی عمل میں علمی وقار اور خودداری نہایت ضروری ہے۔ امام احمد رضا کی معاشی حالت قابل رشک نہ تھی ایک دفعہ آپ سے کسی نے کہا کہ ریاست ٹان پارہ کے

نواب کا قصیدہ لکھیں وہ بہت انعام سے نوازے گا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

کر دوں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پا رہ نمان نہیں

کیف و سکون:

تحصیل علم سے سکون و وقار اور مہابت کا سماں پیدا ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں اعلیٰ حضرت ایک حدیث پاک کا حوالہ دیتے ہیں: ”علم سیکھو اور علم کے لیے وقار سیکھو اور جس استاد سے تم نے علم سیکھا اس کے سامنے تواضع اختیار کرو علم و عمل دونوں کا وجوب اور اجتماع لازمی قرار دیتے ہیں فرماتے ہیں:

”بغیر علم کے صرف عمل تصوف زندہ و گمراہی ہو جاتا ہے اور عمل کے بغیر صرف علم خالی ملکہ کے مشابہ ہے جس میں کچھ بھی نہیں۔ ایسے لوگوں کو صوفی نہیں بلکہ متصوف کہا جاتا ہے یعنی بہ تکلف صوفی بننے والا۔

طلباء کے لئے عملی جہاد کی تربیت:

باپ پر عائد خاص پسر کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ باپ بیٹے کو لکھنا پیرنا، سپہ گری سکھانے سورۃ مائدہ کی تعلیم دے۔

تعلیم نسواں:

باپ پر جو فرائض اولاد کی تعلیم سے متعلق ہیں ان کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اسے سینا، پردہ، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے۔ سورۃ نور کی تعلیم دے“

”دختر کو نیک پار سا عورت سے پڑھوائے۔۔۔۔۔ ہا پردہ اس میں استاد وغیرہ استاد عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں“

فلسفہ تعلیم سے لازمی واقفیت:

کسی خاص فلسفہ یا مقصد کے بغیر تعلیم سراسر تواضع اوقات ہے۔ فرماتے ہیں:

وہ بے سود و تضياع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا بھی نہیں پڑتا

صرف اس لیے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے ایں و آں و مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل

رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں؟ اور ہمارا

دین کیا.....؟

تعلیم میں سائنس کی اہمیت:

سائنس کی تعلیم کو امام احمد رضا خان طلبہ کے لئے نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی لکھتے ہیں:

”علم الکیمیاء سے علم الادویہ اور شریات سے ارضیات اور جغرافیہ سے معاشیات

تک ایک طویل اور وسیع سلسلہ ہے جس کی ایک ایک کڑی فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے اپنے

ہاتھ سے سنواری ہے“

ڈاکٹر عبدالقدیر خان لکھتے ہیں:

”آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا ایک اہم پہلو سائنس سے شناسائی بھی ہے سورج

کو حرکت پذیر اور محرک ثابت کرنے کے ضمن میں آپ کے دلائل بڑے اہمیت کے حامل

ہیں۔

امام احمد رضا خان بیک وقت مفتی، محدث، مفسر، محقق، فلسفی، سائنسدان، ہیئت

داں، ماہر علوم فلکیات و جغرافیہ و طب و ریاضی تھے ان کی تعلیم یہ تھی کہ قوم کے ہونا بھی محض

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی اور دینی فہمی کی نیت سے ان تمام علوم

کو حاصل کریں۔

امام احمد رضا خان طلبہ و اساتذہ میں سائنسی مہارتوں کی کمی پر بہت افسوس فرماتے

ہیں۔ خود لکھتے ہیں:

”اوقات صحیح نکالنے کا فن جسے علم توقیت کہتے ہیں ہندوستان کے طلبہ تو طلبہ اکثر علماء اس سے غافل ہیں نہ تو وہ درس میں رکھا گیا ہے نہ بنیات کی درسی کتابوں سے آسکتا ہے“ (بحوالہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۸ء)

امام احمد رضا خان کے مقاصد تعلیم پر حکیم محمد سعید مرحوم کا تبصرہ:

بانی مدینۃ الحکمت، ہمدرد یونیورسٹی حکیم محمد سعید مرحوم و مغفور (۱۵ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ) اپنے ایک خط حوالہ نمبر ذات ۱۳۲۵۰/۹۸/۱ بنام ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی میں رقم طراز ہیں:

”فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا مقصد حیات علم و حکمت کا فروغ تھا۔ ان کے افکار میں رفعت تھی۔ عقائد کی صحت پر کامل اور غیر متزلزل ایمان و یقین ان کا وہ ممتاز وصف تھا جو ان کے دعوت و تبلیغ کے ہر گوشے خاص کر تبلیغی مساعی میں نمایاں اور روشن ہوتا تھا۔ علم و حکمت کے مختلف موضوعات پر ان کی صد ہا تصانیف سے ان کی انفرادیت نمایاں ہے“

مقاصد صحیحہ سے عاری تعلیم پر امام احمد رضا خان کا اظہار خیال:

کسی بھی کام، منصوبہ، سرگرمی، تحریک، تنظیم، تعلیم، تدریس میں کامیابی کے حصول کے لئے سب سے پہلے اس کے مقاصد کا تعین اور وہ بھی ہر لحاظ سے موزوں مکمل درست قابل عمل اور قابل حصول مقاصد کا تعین لازمی ہے۔ مقاصد صحیحہ سے عاری تعلیم سراسر بے سود ہوتی ہے اور ترقی کی بجائے زوال کا سبب بنتی ہے۔

مسلم تشخص کے احیاء کا نظریہ بڑا واضح ہے۔ آپ روز ازل سے دو قوی نظریہ کے علمبردار رہے اور آخر عمر تک اس کے لئے کوشاں رہے اپنی تقاریر و تصانیف کے ذریعہ

ہم میں بھی اسلامی تشخص و انفرادیت کے تصور کو نمایاں طور پر اجاگر کرتے رہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”انگریز ہندو سے بدتر اور ہندو انگریز سے بدتر ہے۔ غیر مسلم چاہے انگریز ہوں یا ہندو یا کوئی اور۔ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے“

بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں برصغیر میں تشکیل پانے والے ہندو مسلم اتحاد کو مسلمانوں کے ملی تشخص کی تباہی کا پیش خیمہ قرار دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو باور کرایا کہ وہ کسی ہندو کو قائد بنانے کی بجائے اپنی الگ تنظیم قائم کریں۔ پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر امتیاز علی رقم طراز ہیں:

”جنگ عظیم اول کے بعد ملکی سیاست کے ہنگامہ خیز دور میں ”ترک موالات“ اور ”تحریک ہجرت“ کے خلاف مولانا احمد رضا خان کے فتوے نیز ”متحدہ قومیت“ کے بارے ان کے بیانات ان کی سیاسی بصیرت کا ثبوت ہیں“

معاشرتی بدعات و منکرات کے خلاف جہاد کی ترغیب:

امام احمد رضا خان تعلیم کی اصل اعظم دین متین کی برتری قرار دیتے ہیں۔ تعمیر کردار و سیرت اور اسلامی معاشرے کا قیام ان کی تعلیمات کا بنیادی مقصد ہے۔ آپ طلبہ میں، معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات و منکرات کے خلاف جذبہ جہاد اجاگر کرنا چاہتے ہیں۔

آپ نے عرس کی موقع پر مردوں عورتوں کا اختلاط حرام قرار دیا ہے۔ مزارات کو ہاتھ لگانے، طواف کرنے سے منع فرمایا اور سجدہ کو قطعی حرام لکھا۔ رسم کے طور پر صالحین کی قبروں پر چادروں کے لاثنا ہی سلسلہ کو فضول بتایا اور فرمایا جو دام اس میں خرچ کرتے ہو وہ ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔ میت کے گھر دعوت پر عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ فاتحہ کی چیز کو ہر حال میں سامنے رکھ کر ہی فاتحہ پڑھنے کو شریعت مطہرہ پر

افتراء قرار دیا۔ بچوں کے سر پر اولیاء اللہ کے نام کی چوٹی کو ناجائز کہا۔ عورتوں کے لئے بیروں سے پردہ واجب لکھا جبکہ محرم نہ ہو۔ مخلوط تعلیمی اداروں کی آپ نے زبردست مخالفت کی۔ شریعت و طریقت کی الگ الگ تقسیم سے منع فرمایا۔

فروعی اختلافات میں الجھاؤ سے گریز:

فاضل بریلوی اپنی تعلیمات و افکار کے ذریعے امت مسلمہ کو فروعی اختلافات میں الجھنے اور باہم دست دگریاں ہونے سے بچنے کا درس دیتے ہیں۔ ابوالنور مولا نا محمد بشیر کوٹی لوہاراں رحمہ اللہ ”ملفوظات حصہ اول“ کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

”ایک روز ایک ندوی مولوی صاحب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔ جناب! میں ایک ضروری بابت کے لئے حاضر ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے اس لئے کہ صاحب نے کہا ہے۔

دین خویش بدشام میلا صاحب کیں زقلب بہر کس کہ وہی بازوید

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا آپ نے بجا فرمایا۔ جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ و شافعیہ وغیرہادہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش و دشنام جس سے ذہن آلودہ ہو وہ کسی کو بھی نہ شایہ۔

کفر و منافقت سے قطعی ترک تعلق:

امام احمد رضا خان جہاں امت مسلمہ کو باہم اتحاد و اتفاق اور یکگت کا درس دیتے ہیں باہم فروعی اختلافات پر لڑنے جھگڑنے سے سختی سے روکتے ہیں وہاں آپ کفار اور منافقین کے ساتھ مسلمانوں کی دوستی کو بالکل روا نہیں سمجھتے۔ اگرچہ صدر اسلام میں منافق لوگ مسلمانوں میں گھلے ملے رہے۔ ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ مجالس میں شریک رہے مگر اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے واضح ارشاد فرمادیا تھا:

وما كان الله ليهدر المؤمنين على ما انتم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب. (سورة آل عمران آیت: ۱۷۹)

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے کہ نہ کو حق رہے۔

مزید فرمایا گیا:

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم. (سورة التوبة آیت: ۷۳) اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر شدت کر دینی کرو۔ اعلیٰ حضرت کے ان ملفوظات سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اسلام کی منشا یہ ہے کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے الگ کر دکھائے۔ حق اور باطل کی آمیزش نہ ہو امام احمد رضا خان ہمیشہ موقف پر ڈٹے رہے۔ ۲۰ ویں صدی کے ابتدائی ربع میں متحدہ قومیت کے مسئلہ پر آپ کا اکثریتی علماء سے یہی اختلاف تھا کہ ہندوؤں اور انگریزوں دونوں کی قیادت و معاونت یا اشتراک سے کام کرنے کی بجائے مسلمان الگ اپنے پلیٹ فارم سے اپنی مسلم قیادت کے تحت جدوجہد آزادی کے لئے رواں دواں ہوں۔ غیر مسلم، یہودی و عیسائی کبھی بھی مسلمان کے دوست نہیں ہو سکتے۔

قدرت الہیہ پر یقین:

امام بریلوی طلبہ کو قدرت الہیہ پر یقین کامل کے جذبہ سے سرشار دیکھنا چاہتے ہیں آپ طلسمات، نجوم پرستی و ادہام پرستی کے خود بھی قائل نہیں اور طلبہ کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ حیات اعلیٰ حضرت میں ہے کہ ایک روز مولوی محمد حسین صاحب موجد طلسمی پریس کے والد ماجد مہر علوم نجوم نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنا کر امام احمد رضا رحمہ اللہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ اس ماہ پانی نہیں ہے آئندہ ماہ ہوگا۔ یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت نے فرمایا

اللہ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج بارش ہو۔ میں ستاروں کے ساتھ ستاروں کے واضح اور اس کی قدرت بھی دیکھ رہا ہوں۔ سامنے وال کلاک لگا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے ان سے وقت پوچھا وہ بولے سوا گیارہ بجے ہیں۔ فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر باقی ہے بولے پون گھنٹہ۔ آپ اٹھے اور فوراً بڑی سوئی کو گھما دیا نوہ بارہ بجنے لگے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ فرما رہے تھے کہ پون گھنٹہ بعد بارہ بجیں گے۔ وہ بولے آپ نے اس کی سوئی کھسکائی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ رب العزت جل جلالہ قادر مطلق ہے جس ستارے کو جس وقت چاہے جہاں چاہے پہنچا دے۔ اتنا زبان سے لکھنا تھا کہ چاروں طرف سے گھگھور گھٹا آئی اور پانی برسنے لگا۔

امام احمد رضا خان (۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) ایسی تعلیم کی ناگفتہ بہ حالت کا یوں ذکر کرتے ہیں:

”تعلیم کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ انٹر لینس پاس کو رازق مطلق سمجھا جاتا ہے۔ وہاں نوکری کی عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے۔ ابتدائی عمر کہ تعلیم کا زمانہ ہے یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے۔ تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کے مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں پھر تقدیر سے پاس مل بھی گیا تو نوکری کا پتہ نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی اور رفتہ رفتہ دنیاوی عزت بھی پالی تو عند الشرح ہزار ذلت کہے پھر علم دین اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا وقت کون سا آئے گا۔“

لاحرم نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں۔ اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز، گنوار، نالائق، بے ہودہ، احمق، بے خرد جانے لگتے ہیں بغرض غلط اگر ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی۔

کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے؟ فہل اتم منتھون“

کراچی میں..... فیضانِ مدینہ

فیضانِ مدینہ کا مطالعاتی دورہ اور امیر دعوتِ اسلامی سے ملاقات

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے راقم کی دینی ملی مصروفیات مختلف الانواع اور کثیر ہیں اس لئے سیر و سیاحت کا کبھی تصور بھی نہیں ہو سکا اس کے باوجود کہ وطن عزیز کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے مخلص احباب اور تلامذہ اصرار کرتے رہے لیکن کسی تنظیمی علمی اور دینی کام کے بغیر کہیں نہ جاسکا۔

گذشتہ سال کراچی سے حضرت علامہ محمد اعجاز قادری اور ان کے تین دوسرے رفقاء لاہور تشریف لائے اور ملاقات ہوئی تو یہی فرمائش کی کہ کراچی آئیں اور خدمت کا موقع دیں ان سے عرض کیا کہ انشاء اللہ جب بھی کراچی آنا ہوا آپ حضرات کی خدمت میں حاضری ہوگی۔ اس دوران حضرت علامہ محمد اعجاز قادری رابطہ میں رہے اور قیمتی کتب کا تحفہ بھی بھیجتے رہے جو ان کے اخلاص و محبت کی علامت ہے گذشتہ ماہ ان کا فون آیا کہ ہمارے ہاں چند رہویں سالانہ ”غوثیہ کانفرنس“ ہو رہی ہے جس میں خطاب کی دعوت دی جاتی ہے اس کانفرنس میں راقم کے علاوہ مناظر اسلام مقرر شیریں حضرت علامہ سعید احمد اسعد کا خطاب بھی تھا۔

دراصل ان احباب نے راقم کو کراچی بلانے کا بہانہ تلاش کیا ورنہ راقم تقریر کے میدان کا آدمی نہیں ہے۔

یہ موقع کر کہ اس بہانے اکابر علماء اہل سنت سے ملاقات اور مدارس اہل سنت کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جائے گا دعوت قبول کر لی گئی اور یوں ۹ مئی ۲۰۰۸ بروز

جمعۃ المبارک رات ایک بجے کی فلائٹ سے کراچی روانگی ہوئی رات تین بجے حضرت علامہ محمد اعجاز قادری اور ان کے رفقاء نے نہایت محبت و اخلاص سے استقبال کیا فجر اہم اللہ احسن الجزاء راقم نے مورخہ ۱۳ تا ۱۴ مئی چار دن کراچی میں گزارے اور ۱۳ مئی رات دس بجے کی فلائٹ سے واپسی ہوئی۔

اس دوران فردوس کالونی میں عظیم الشان غوثیہ کانفرنس سے خطاب کیا جامع مسجد فیضان علی ناظم آباد میں درس حدیث دیا جامعہ فیضان مدینہ میں دورہ حدیث کی کلاس کو لیکچر دیا مدرسہ انور القرآن میں درجہ سادسہ کے طلباء کو ان کی خواہش پر حدیث شریف کا سبق پڑھایا اور روایت حدیث کی اجازت دی۔ قدیم جامعہ فیضان مدینہ میں طلباء سے مختصر خطاب کیا جامعہ امجدیہ، دارالعلوم جامعہ نعیمیہ اور قادری محمد صدیق قادری اور ان کے فرزند مولانا محبوب رضا فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ادارے کا دورہ کیا حضرت صاحبزادہ مسرور احمد مظہری کے ہاں ان کے والد مسعود ملت علامہ ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ کی تعزیت اور فاتحہ پڑھی مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مفتی اعظم علامہ مفتی محمد وقار الدین اور علامہ مفتی ظفر علی نعمانی رحمہم اللہ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی۔

حضرت علامہ ضیاء الرحمن صابری نہایت مختص دوست ہیں اور بہت بڑی مسجد کے خطیب ہیں ان کی محبتوں اور اخلاص سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ ساتھ یادگار اسلاف اور نابذہ عصر شخصیات علامہ محمد حسین حقانی، علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، عظیم محقق علامہ غلام رسول سعیدی اور حضرت تاج العلماء علامہ محمد عمر نعیمی رحمہم اللہ کے فرزندان جہند حضرت علامہ محمد اطہر نعیمی اور ان کے بھائی محمد طیب نعیمی اور خانقاہ اشرفیہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ علاوہ ازیں مکتبہ غوثیہ کے حضرت مولانا قاسم جلالی اور ماہنامہ سبب کی ٹیم سے ملاقات ہوئی علامہ محمد قاسم نے امام اہل سنت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی اور نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت مفتی اختر

سماخان رحمہ اللہ کے حواشی کے ساتھ صحیح بخاری شائع کی جو ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے انہوں نے اس کتاب کے تحفہ سے نواز اور ماہانہ سبب کے لئے انٹرویو کیا۔

اس دورے کا اہم ترین حصہ جامعہ فیضان مدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی کا مطالعاتی دورہ اور حضرت امیر دعوت اسلامی علامہ محمد الیاس قادری زید مجدہ العالی سے شرف ملاقات تھا۔

جامعہ فیضان مدینہ کے قابل قدر استاذ علامہ عارف محمود قادری زید مجدہ کی فرمائش پر مورخہ ۱۲ مئی صبح نو بجے کا وقت مقرر ہوا جامعہ میں پہنچنے کے بعد سفید لباس اور سبز عمامہ میں ملبوس اساتذہ و طلباء کے جم غفیر سے قلب و نظر کو جوتا زگی اور جلاء حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے اساتذہ و طلباء میں تواضع ایسا اہم وصف قابل تہنیت ہے راقم کی بے حد عزت افزائی کی اصل وجہ تصنیف و تالیف ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے ہاں تحریری کام کی کس قدر پذیرائی ہے درس نظامی کے مختلف درجات درجہ حفظ، تخصص فی الفقہ، تخصص فی الفنون کے علاوہ تحقیق و تصنیف کا شعبہ پورے اہل سنت کے لئے باعث تقلید اور مشعل راہ ہے۔

اس شعبے کے سربراہ ہمیں ایک ایک کمرے میں لے گئے کہیں تخریج کا کام ہو رہا ہے کہیں تحقیق اور حوالہ جات اور کہیں ترجمہ کا کام ہو رہا ہے۔ جس شخص سے جو کام متعلق ہے وہ اس کے بارے میں بھرپور واقفیت رکھتا ہے اور آنے والے مہمان کو خود تفصیلات سے آگاہ کرتا ہے دور جدید کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کیا گیا تقویم کے سلسلے میں بہت کام ہوا کسی ملک کے کسی شہر اور کسی گاؤں تک کے اوقات نماز باستانی معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

جامعہ فیضان مدینہ کے تقویم کے استاذ بہت ماہر ہیں ان سے بھی ملاقات کرائی گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ دعوت اسلامی جو بظاہر اور اپنی وضع کے اعتبار سے تبلیغی اسلامی

جماعت ہے تعلیم و تعلم تصنیف و تالیف، تحقیق و ترجمہ کے شعبہ جات میں بھی اہل سنت کے باقی اداروں سے سبقت لے گئی ہے اور اس ادارے کی بلکہ دعوت اسلامی کے تمام تعلیمی اداروں کی ایک امتیازی خصوصیت تربیت ہے جس کا ہمارے ہاں بہت فقدان ہے۔

اسی شام حضرت امیر اہل سنت امیر دعوت اسلامی محمد الیاس قادری زید مجدہ سے خصوصی ملاقات ہوئی آپ کی سادگی اور تواضع نے دل ہلا کر رکھ دیا کروڑوں انسانوں کے دل کی دھڑکن اور اصلاح دنیا میں اپنی مثال آپ شخصیت میں تکبر اور نمائش کا نام و نشان تک نہیں۔ راقم کے سامنے بیٹھنے لگے تو بڑی مشکل سے دوسری جانب بٹھایا حتیٰ کہ دعا کے لئے گزارش کی تو راقم کو دعا کا حکم دیا۔

ہمیں دعوت اسلامی کے ہر رکن اور ہر ممبر سے یہی توقع ہے کہ اپنے قائد محترم کی طرح وہ بھی علماء کی عزت و احترام میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں گے۔

الحمد للہ! کراچی کا یہ دورہ دینی مذہبی حوالے سے بہت کامیاب رہا۔ راقم اس سلسلے میں علامہ محمد اعجاز قادری، علامہ ظہور احمد، عزیز محمد زبیر عالم اور ان کے رفقاء اور عزیزم حافظ محمد عابد حسین کا شکر گزار ہے کہ وہ مسلسل چار دن اپنے کام کو چھوڑ کر راقم کے ساتھ رہے اور اپنی گاڑیوں کو وقف کئے رکھا حتیٰ کہ مورخہ ۱۳ مئی بروز منگل ٹھٹھہ (سندھ) میں اکابر صوفیاء کرام کے مزارات بالخصوص عظیم محقق صوفی مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری کا شرف بھی ان دوستوں کی شفتوں اور محبتوں کی وجہ سے حاصل ہوا اسی دوران ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں علامہ سید جاہت رسول قادری اور ان کے رفقاء سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ محترم طارق باری ڈائریکٹر فنانس سول ایوی ایشن کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگی جنہوں نے اپنے گھر میں دعوت کی اور نہایت عزت و احتشام سے ایئر پورٹ کے اندر انتظار گاہ تک اپنے عملے کے ذریعے پہنچایا۔

سامان کی بکنگ اور بورڈنگ کارڈ حاصل ہونے تک تمام امور ایئر پورٹ کے عملے نے انجام دیئے۔ واللہ تعالیٰ ذلک

نور کا ساگر

حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ

عرب کی دھوپ تپتا ہوا ریگستان اور دو پہر کا وقت۔ ساری قیامتیں ایک ساتھ جمع ہو گئیں۔ قافلے والے پیاس کی شدت سے جاں بلب تھے۔ انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب وہ ہند کھڑی کے مہمان ہیں۔ اسی عالم پیاس میں انہیں بہت دور ایک پہاڑ کے دامن سے گزرتے ہوئے چند ناقہ سوار نظر آئے۔

سردار قافلہ نے کہا۔ ”اذنوں کی رفتار بتا رہی ہے کہ یہ حجاز کے نخلستان سے آرہے ہیں۔ جانے کیوں میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ لوگ ہمارے بھی ہوئی زندگی کی امید گاہ بن کر طلوع ہوئے ہیں۔ اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو سمیٹ کر انہیں آواز دو۔ شاید ہماری چارہ مگزی انہی کے ہاتھ پر مقدر ہو گئی ہو۔

اپنے سردار کے حکم کے مطابق قافلے کے تمام چھوٹے بڑے افراد نے ایک ساتھ انہیں بلند آواز سے پکارا۔

خوش نصیب کہ سلطان حجاز کی گوش مبارک تک یہ آواز پہنچ گئی۔

سردار دوست مدار نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا۔ ”یہ عربی قبائل کا کوئی مصیبت زدہ کارواں معلوم ہوتا ہے چلو اس کی اعانت کریں“

باوہب کی طرح حیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے ان کے قریب پہنچے۔ پیاس کی شدت سے وہ بے حال ہو رہے تھے۔

ناقہ سواروں میں ایک چمکتا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ چیخ اٹھے۔

”اے رحمت و نور! ہم پیاس کی شدت سے جاں بلب ہیں۔ تمہارے چھاگل

میں پانی کے چند قطرے ہوں تو ہماری حلق تر کر دو“

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اس پہاڑ کی دوسری جانب ایک حبشی نژاد غلام اپنی ناقہ پر پانی کا ایک مشک لیے جا رہا ہے۔ اس سے جا کر کہو کہ چل تجھے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔

فوراً قافلے سے ایک شخص دوڑتا ہوا پہاڑ کی دوسری طرف روانہ ہو گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر اسے ایک حبشی نژاد ناقہ سوار نظر آیا۔ اس نے آواز دے کر روکا اور سرکارِ خدا کا پیغام پہنچایا۔

سرکار کا نام نامی سنتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا اور اپنی سواری سے اتر آیا۔ اب اپنے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار تھاڑے ہوئے وہ پایادہ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جیسے ہی اس کی نظر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر پڑی اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔ ایک ہی جلوے میں وہ کامل برج کا اسیر ہو کر رہ گیا تھا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: تیرا پانی کم نہیں ہوگا۔ ان پیاسوں پر اپنی مشک کا منہ کھول دے۔ خدا تجھے روشن کرے۔

اب وہ اپنے آپ میں نہیں تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کے لیے بے ساختہ اس کے ہاتھ اٹھے اور اس نے مشک کا منہ کھول دیا۔ آبشار کی طرح پانی کا دھارا گر رہا تھا اور قافلہ والے سیراب ہو رہے تھے۔ جب سارے اہل قافلہ سیراب ہو چکے تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اب مشک کا منہ بند کر دو۔

مشک کا منہ بند کرتے ہوئے اسے سخت خیرت ہوئی کہ مشک بہہ جانے کے بعد بھی اس کے مشک کا ایک بوند پانی کم نہیں ہوا تھا۔

شیفتہ جمال تو پہلی نظر میں ہو چکا تھا اب یہ کھلا ہوا معجزہ دیکھ کر وہ اپنے جذبہ شوق کو دبا نہیں سکا۔ بے خودی کے عالم میں چیخ اٹھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

سرکار نے دعائیں دیتے ہوئے اس کے چہرے پر رحمت و کرم کا ہاتھ پھیرا اور

دیا۔

مش غلام کا آقا پانی کے مشک کا بہت دیر سے منتظر تھا۔ جوں ہی دور سے اپنی آتی ہوئی پہاڑ پر پڑی خوشی سے اس کا چہرہ کھل اٹھا۔ لیکن جوں جوں اونٹنی قریب ہوتی جا رہی تھی اس کا استہباب بڑھتا جا رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ اونٹنی اسی کی ہے مشک بھی اسی کا۔ لیکن سوار حبشی ہے۔ آخر اس کا اپنا حبشی غلام کہاں گیا۔

جب اونٹنی بالکل قریب آگئی تو آقا دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس حبشی شخص سے دریافت کیا۔ تو کون ہے؟ میرا وہ حبشی غلام کہاں گیا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ تو نے اسے قتل کر کے میری اونٹنی پر قبضہ کر لیا ہے۔ سوار نے اظہار حیرت کرتے ہوئے جواب دیا۔

ہائے افسوس! آج آپ کا کون غلام ہے؟

آقا نے غضب ناک ہو کر جواب دیا۔ مجھے فریب دیتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ میرا غلام حبشی نژاد تھا۔ اس کے چہرے پر یہ سفید نور کہاں تھا۔

اب جو آئینے میں اس نے اپنا چہرہ دیکھا تو عالم بے خودی میں رقص کرنے لگا۔ جذبات کی دالہا نہ دارگی میں ہو کر اس نے اپنے آقا سے کہا۔

یقین کر دو میں ہی تمہارا غلام ہوں۔ اعتبار نہ ہو تو مجھ سے اپنے گھر کے سارے حالات پوچھ۔ رہ گئی میرے چہرے کی یہ چاندنی! تو یہ برکت ہے خلستانِ عرب کے اس پیغمبر کی جس کے چہرہ زیبا کا عکس دل ہی کو نہیں چہرے کو بھی روشن کر دیتا ہے۔

آج نور کے اس ساگر میں نہا کر آ رہا ہوں۔ پہاڑ کی ایک دادی میں ان کی زیارت سے شاد کام ہوا۔ دم رخصت انہوں نے اپنا نورانی ہاتھ میرے چہرے پر مس کر دیا۔ اسی کی برکت ہے کہ میرے چہرے کی سیاہی چمکتی ہوئی سفیدی میں بدل گئی۔

آقا نے یہ کیفیت معلوم کر کے غلام کی پیشانی چوم لی اور وہ بھی دولتِ ایمان سے مالا مال ہو گیا۔



حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ

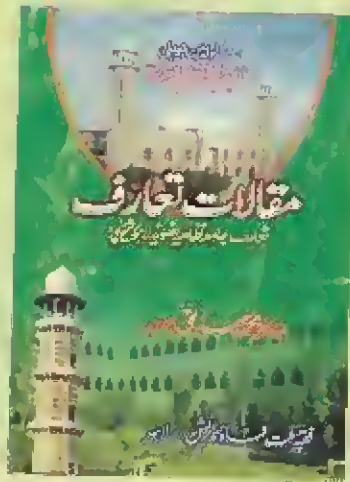
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اپنے مریدین کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے سفر کر رہے تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے ساتھی دریا کے کنارے وضو کے لئے بیٹھ گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جگہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ ایک بچہ اچانک آپ کے سامنے پانی میں غوطہ کھاتے ہوئے ظاہر ہوا۔ آپ نے اپنی انگلی آگے کی اور بچہ انگلی پر چڑھ گیا۔ آپ نے اس کو خشک جگہ پر اتار دیا۔ اس دوران بچہ نے آپ کی انگلی پر ڈنگ مار لیا۔ ابھی آپ وضو میں مصروف تھے کہ بچہ چلتا چلتا دوبارہ پانی میں گیا اور غوطے کھانے لگا۔ آپ نے دوبارہ انگلی آگے کی بچہ انگلی پر چڑھ آیا۔ آپ نے اسے پھر خشک جگہ پر اتار دیا۔ اس دوران بچہ نے پھر آپ کی انگلی پر کاٹ لیا۔ ابھی آپ کا وضو مکمل نہیں ہوا تھا بچہ تیسری بار چلتا چلتا پانی میں گر گیا۔ آپ نے تیسری بار انگلی آگے کی تو آپ کے ساتھ جو اس عمل کو دیکھ رہے تھے بول اٹھے۔ حضور بچہ آپ کی انگلی پر دو دفعہ کاٹ چکا ہے۔ اب آپ اسے ڈوبنے دیں۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو جو جواب دیا۔ وہ تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے درج ہے۔

”ساتھیو! جب برابری سے باز نہیں آتا۔ تو اچھے کو اچھائی سے باز نہیں

آنا چاہیے۔



استاذ العلماء رئیس الحرمہ، شیخ الحدیث
حضرت علامہ سید محمد سعید الدین ہزاروی
کی چند اہم تصنیفات



فہرہ کی اعلیٰ قیمت پر اپنی اہمیت کی منفرد کتاب
مشایم بالمیزان

عملی و تحقیقی مضامین پر مشتمل
مجموعات و مقالات

فن مناظر پر آسان اور جامع کتاب
مفہم المسطر

درجہ عالیہ کے پڑچرا اصول فقہ
میں کامیابی کا ضامن
خلاصہ حساسی

ملائے رابطہ:

محمد بشارت صدیقی ہزاروی اندرون لوہاری گیٹ - لاہور
0345.4100610
0300.4617950
تہذیب و تمدن